S_1996_5_602_607

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1996 ایس یو پی پی 5 ایس-سی-آر

محمد

بنام

محمد یحییٰ

6 ستمبر 1996

کے۔راما سوامی اور جی۔بی۔پٹنائک، جسٹسز

وقف ایکٹ، 1954:

دفعہ (1)2-اپیل کنندہ کی طرف سے اپنے والد کو زندگی کے دوران لطف اندوز ہونے کے لیے دی گئی کچھ جائیدادیں-اس کی موت کے بعد مسلم جماعت مسجد کے مقصد کے لیے استعمال کی جانے والی جائیدادیں-اپنے والد کی زندگی کے دوران، اپیل کنندہ نے دستاویز کو منسوخ کرتے ہوئے-چاہے وقف بنایا گیا ہو-نیچے کی عدالت عالیان نے فیصلہ دیا کہ وقف بنایا گیا تھا اور اپیل کنندہ کو دستاویز کو منسوخ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا-اپیل پر، جائیداد خصوصی قبضے میں تھی اور اس کی زندگی کے دوران باپ سے لطف اندوز تھا-کوئی وقف نہیں تھا اور عوام کو مسجد کے طور پر جائیداد پر نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں تھی-زندگی کے دوران اپنے والد کے اپیل کنندہ نے دستاویز کو منسوخ کر دیا-اس لیے زیر بحث جائیدادوں کے حوالے سے کوئی وقف نہیں بنایا گیا ہے۔

غریب داس اور دیگر بنام منشی عبدالحمید اور دیگر، اے آئی آر (1970) ایس سی 1035 اور سید محمد سیلی لبائی (مردہ) بذریعہ ایل آر۔ دیگر بنام محمد حنیف (مردہ) بذریعہ ایل آر۔ اور دیگر۔ (1976) 3 ایس سی آر 721، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1996 کا دیوانی اپیل نمبر۔ 79-12378

کیرالہ عدالت عالیہ کے آر۔پی۔نمبر۔251/93 میں ایس۔اے۔نمبر۔86/88-B کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے این۔سکومارن اور جی۔پرکاش۔

ای۔ایم۔ایس۔انم جواب دہندہ کے لیے

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

اجازت دی گئی۔

اگرچہ مدعا علیہ کی خدمت کی گئی ہے، لیکن کوئی بھی اس کی طرف سے پیش نہیں ہوا۔ہم نے فاضل وکیل شری ای ایم ایس انم سے درخواست کی کہ وہ عدالت کو امیکس کیوری کے طور پر مدد کریں۔ہم اس معاملے میں ان کی طرف سے فراہم کردہ قیمتی مدد کی دل کی گہرائیوں سے تعریف کرتے ہیں۔وہ حقائق جو کافی حد تک متنازعہ نہیں ہیں ذیل میں دیے گئے ہیں:

خصوصی اجازت عرضی کے ذریعے یہ اپیل کیرالہ کی عدالت عالیہ کے 16 نومبر 1993 کو 1988 کے ایس اے نمبر 86 میں دیے گئے فیصلے اور حکم اور 1993 کے آر پی نمبر 251 میں ایس اے نمبر میں 12.1.1994 پر دیے گئے حکم سے پیدا ہوتی ہے۔تسلیم شدہ حقائق یہ ہیں کہ اپیل کنندہ نے بعض جائیدادوں کے مالک کی حیثیت سے ایک رجسٹرڈ دستاویز پر عمل درآمد کیا تھا جس میں اس نے ذکر کیا تھا کہ منجلم کونل مائلور کارا اور اپیٹی پکوتھی میں واقع سروے نمبر 612 / اے پر کھڑی عمارت اور درختوں کے ساتھ ایک ایکڑ 65 سینٹ زمین اپیل کنندہ کے والد کو ان سے حاصل ہونے والے سود کی زندگی کے دوران لطف اندوزی کے لیے دی گئی تھی۔ان کے انتقال کے بعد ان جائیدادوں کو مسلم جماعت مسجد کے مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔والد کی عمر کے دوران، 30 نومبر 1980 کے ایک اور دستاویز کے ذریعے مذکورہ بالا شق کو منسوخ کر دیا گیا۔ہمیں دستاویز میں موجود دیگر ہدایات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

غور کے لیے بنیادی سوال یہ ہے کہ آیا رجسٹرڈ دستاویز میں مذکور مذکورہ بالا شق کی بنا پر، وقف 1954 کے وقف ایکٹ کے تحت بنایا گیا تھا؟ عدالت عالیہ سمیت نیچے کی تمام عدالت عالیان نے بیک وقت پایا کہ وقف بنایا گیا تھا اور اس لیے اپیل کنندہ کو دستاویز کو منسوخ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔اس لیے سوال یہ ہے کہ کیا وقف ایکٹ کے تحت بنایا گیا ہے؟ وقف ایکٹ 1954 کی دفعہ (1)2 کے تحت 'وقف' کی وضاحت کی گئی ہے۔

"(1)2' وقف کا مطلب ہے اسلام قبول کرنے والے شخص (یا کسی دوسرے شخص) کی طرف سے کسی بھی متحرک یا غیر منقولہ جائیداد کو کسی ایسے مقصد کے لیے مستقل طور پر وقف کرنا جسے مسلم قانون مقدس، مذہبی یا خیراتی قرار دیتا ہے اور اس میں شامل ہیں:

(i) ایک وقف استعمال کرنے والا (لیکن اس طرح کا وقف صرف اس وجہ سے وقف نہیں رہے گا کہ صرف اس طرح کے استعمال کرنے والے نے چھوڑ دیا کی قطع نظر اس چھوڑنے کے مدت سے)۔

(ii) مسلم قانون کے ذریعہ پاک، مذہبی یا خیراتی کے طور پر تسلیم شدہ کسی بھی مقصد کے لیے بخشنا (بشمول مشرت الخدمت معفیوں، خیراتی قضحی خدمات، مداد ماش، اور)

(ii) ایک وقف الالد۔

بشرطیکہ کسی ایسے شخص کی طرف سے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں وقف کالعدم ہو جائے گا اگر ایسے شخص کی موت پر اس کے ایک یا زیادہ قانونی نمائندوں کی طرف سے اس طرح کے وقف پر کوئی اعتراض اٹھایا جائے۔"

وقف ایکٹ، 1995 کی دفعہ 2 (آر) بھی اسی طرح کے الفاظ میں "وقف" کی وضاحت کرتی ہے سوائے ان الفاظ کے جو "یا کسی دوسرے شخص" کے ہیں جو مؤخر الذکر ایکٹ میں خارج کیے گئے ہیں؛ تاہم، مؤخر الذکر تعریف اس معاملے کے مقصد کے لیے متعلقہ نہیں ہے۔ حنافی قانون کے تحت، وقف پہلے خود واقیف، اولاد، رشتہ دار وغیرہ کے حق میں اور پھر دیگر اشیاء کے لیے بنایا جا سکتا ہے۔ ابو یوسف کے مطابق، جس کی رائے بھارت میں حنفیہ کے قانون دانوں نے قبول کی ہے، واقیف قانونی طور پر منافع کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ جہاں تک کسی کی اولاد یا رشتہ داروں کے حق میں وقفوں کی قانونی حیثیت کا تعلق ہے، تمام اسکول اور قانون دان ایسے وقفوں کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں۔

غریب داس اور دیگر بنام منشی عبد الحمید اور دیگر (1970) ایس سی 1035، ایک تسدک حسین متنازعہ مکان کا مالک تھا اور اس نے تسلیم شدہ طور پر 21 جون 1914 کو ناتھ نگر میں ایک مسجد اور مدرسے کے فائدے کے لیے اس سلسلے میں وقف کا ایک دستاویز انجام دیا اور اس کا اندراج کرایا۔ دستاویز کے لحاظ سے، عطیہ دہندہ کو گھر کے قبضے میں رہنا تھا کیونکہ متوالی اور اس کی بیوی کو اس کی موت کے بعد متوالی ہونا تھا۔ دستاویزات میں کہا گیا کہ شوہر اور بیوی دونوں کی موت کے بعد متاولی کا انتخاب ناتھ نگر کی مسلم برادری کے پنچوں کے ذریعے کیا جائے گا اور جب تک عطیہ دہندہ اور اس کی بیوی زندہ ہوں گے، وہ جائیداد کی آمدنی سے خود کو برقرار رکھیں گے اور مسجد اور مدرسے کے لیے بچا ہوا بقایا خرچ کریں گے۔ ان حالات میں سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا وقف بنایا گیا تھا؟ یہ دیکھا گیا ہے کہ دستاویز، وقف دستاویز، خصوصی طور پر بنائی گئی تھی۔ اس نے مالک کی حیثیت سے قبضہ چھوڑ دیا اور اس کے تحت متوالی بن گیا، اور اگرچہ وہ اور اس کی بیوی ان سے حاصل ہونے والی آمدنی سے لطف اندوز ہو رہے تھے اور بقیہ کو وقف کو برقرار رکھنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا، لیکن یہ استدعا کی گئی کہ وقف بنایا گیا تھا اور اس کے مطابق متوالی کو سابقہ مالک کی حیثیت سے خصوصی حق کا دعوی کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اس سوال پر اس عدالت دو ججوں کی ایک اور بنچ نے سید محمد سیلی لببائی (مردہ) کے

معاملے میں ایل آرز اور دیگر بنام محمد حنیف (مردہ) کے ذریعے ایل آرز اور دیگر (1976) 3 ایس سی آر 721 کے ذریعے بھی تفصیل سے غور کیا۔ صفحہ 746 پر، اس عدالت نے اس طرح فیصلہ دیا:

"عوامی مسجد کی تقدیس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ متوالی یا پیش امام کا تقرر کیا جائے جو بعد میں مسلم برادری کے افراد کر سکتے ہیں۔ جو کچھ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ارادے کا اعلان ہونا چاہیے، یا تو واضح طور پر یا مضمر طور پر وقف کرنا چاہیے اور مالک کے ذریعے جائیداد میں اپنے مفاد کی تقسیم کے بعد ملکیت کی فراہمی ہونی چاہیے۔ یہاں بھی قبضہ کی فراہمی میں کوئی رسمی رسم یا کوئی تکنیکی اصول شامل نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کسی مسجد کے معاملے میں اگر گاؤں، قصبے یا علاقے کے مسلمانوں کو یا تو خالی زمین پر یا مذکورہ مقصد کے لیے بنائی گئی مسجد میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جو کہ قبضہ اور تقسیم کی فراہمی کے مترادف ہے اور نماز جی ادا کیے جانے کے بعد لگن مکمل ہو جاتی ہے۔ بدقسمتی سے وہ عدالت عالیان جنہوں نے فریقین کے درمیان سابقہ قانونی چارہ جوئی کا فیصلہ کیا وہ اوپر بیان کردہ تحفظات سے واقف نہیں دکھائی دیتی ہیں۔"

اس موضوع پر تمام حکام کے تفصیلی غور وفکر کے بعد، اس عدالت نے درج ذیل تین تجاویز پیش کیں:

"اس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عوامی نوعیت کی ایک درست لگن پیدا کرنے کے لیے، درج ذیل شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے:

(1) کہ بانی مسجد کے مقصد کے لیے جائیداد کو وقف کرنے کے اپنے ارادے کا اعلان کرے۔ اعلامیے کی کسی خاص شکل کی ضرورت نہیں ہے۔ اعلامیے کو بانی کے طرز عمل سے یا تو واضح یا مضمر سمجھا جا سکتا ہے۔

(2) کہ بانی کو جائیداد کی ملکیت سے خود کو مکمل طور پر الگ کرنا ہوگا، تقسیم کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے قبضہ متوالی یا مسجد کے امام کو پہنچایا تھا۔ یہاں تک کہ اگر قبضہ کی حقیقی ترسیل محض یہ حقیقت نہیں ہے کہ محمد عوام کے اراکین کو عزن اقدمت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت ہے، تو وقف مکمل اور ناقابل تنسیخ ہے؛ اور

(3) کہ بانی مسجد میں کسی طرح کا علیحدہ داخلہ بنائے جسے عوام مسجد میں داخل ہونے کے لیے استعمال کر سکیں۔"

امیر علی نے صفحات 279-80 پر اس طرح بیان کیا ہے:

"ابو یوسف کے مطابق حق اس کے محض اس اعلان سے ختم ہو جاتا ہے کہ اس نے ایک خاص جائیداد کو وقف کر دیا ہے اور یہ دوسرے اماموں کی بھی رائے ہے، یعنی۔ شفی، ملک، ہومبل اور قانون دانوں کی

عالمگیریت، کیونکہ وقف میں جائیداد کے حق کا خاتمہ اگر ایسا ہے تو شرکت میں۔ابو یوسف کے مطابق اس طرح کی کھیپ کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے وقف کے محض اس اعلان سے مکمل ہو جاتا ہے کہ یہ وقف ہے۔

"صفحہ 339 پر مزید اس طرح بیان کیا گیا ہے:

یہ کہ ابو یوسف کی طرف سے مقرر کردہ قاعدہ قبول شدہ نظریہ ہے، قانون کے تمام تسلیم شدہ کاموں، جیسے فتح عالمگیری، فتح قاضی خان، فتح القادر، رعدالمہتر ،غیت البیان، تس ہل کے حوالوں سے پہلے ہی دکھایا جا چکا ہے اور اس لیے کسی بھی حد تک دوبارہ اسی بنیاد پر جانا غیر ضروری ہے۔تاہم،سوال کی اس شاخ پر قبول شدہ اصولوں کو جتنا ممکن ہو مختصر طور پر دہرانا آسان ہوسکتا ہے۔

(1) کہ وقف اتفاق رائے سے درست اور جائز ہے۔

(2) یہ کہ یہ، ابو یوسف کے مطابق، وقف کے اعلان پر فوری طور پر مطلق اور فعال ہو جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں، اس کی لگن کی حقیقت کو ظاہر کرنے کے فوراً بعد۔

(3) کہ وکف بنانے کے لیے کسی خاص الفاظ کی ضرورت نہیں ہے۔جب تک یہ وقف کے سیاق و سباق یا طرز عمل سے ثبوت ہے کہ مستقل لگن یا تصفیے کا ارادہ ہے، یہ کافی ہے۔

(4) کہ کسی مسلمان کی طرف سے کسی شے کے حق میں وکف بنایا جا سکتا ہے چاہے وہ ختم ہو یا بصورت دیگر مسلم قانون میں گنہگار نہ سمجھا جائے۔

(5) جہاں ایسی اشیاء کے لیے وقف بنایا جاتا ہے جو ختم ہونے کے قابل یا معدوم ہونے کے قابل ہیں، حتمی فائدہ 'غریبوں' کے لیے جاری رہے گا حالانکہ یہ ان کے لیے واضح طور پر مقرر نہیں کیا گیا ہوگا۔

صفحہ 343 پر کہا گیا ہے:

"مسلم قانون کے اصول، جو پیش کیے گئے ہیں، فاطمہ بی بی بنام ایڈوکیٹ جنرل کے معاملے میں صحیح طریقے سے پکڑے گئے تھے۔اس معاملے میں، ویسٹ جسٹس نے کہا:

"اگر کسی نیک اور غیر متزلزل مقصد کے لیے حتمی لگن کی شرط پوری ہو جائے تو بانی کے بچوں اور ان کی اولاد پر درمیانی تصفیے کے ذریعے کسی وقف کو کالعدم نہیں ٹھہرایا جاتا"۔(یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اتفاق رائے سے ہے، ابو یوسف اور محمد کے درمیان کسی بھی اختلاف رائے کے بغیر، ابو یوسف کے مطابق، قانون لفظ وکف کے استعمال سے کسی بے مقصد مقصد کے لیے حتمی لگن کا فرض کرے گا)۔

اس طرح مذکورہ بالا حکام سے یہ واضح ہو جائے گا کہ بانی کو مسجد کے لیے جائیداد کو وقف کرنے کے اپنے ارادے کا اعلان کرنا چاہیے۔ایک مخصوص اعلامیہ ضروری ہے۔بانی کو جائیداد کی ملکیت سے خود کو مکمل

طور پر الگ کرنا ہوگا۔ اس تبدیلی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے قبضہ متوالی یا مسجد کے کسی امام کے حوالے کیا تھا۔ اگر قبضہ کی کوئی حقیقی ترسیل نہیں ہے، تو محض یہ حقیقت کہ مسلمان عوام کے اراکین کو عزن اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت ہے، وقف کو مکمل اور نا قابل تنسیخ نہیں بناتی ہے۔ بانی کو کسی طرح کا راستہ بھی بنانا چاہیے جسے عوام مسجد میں داخل ہونے کے لیے استعمال کر سکیں۔ حقائق سے، یہ دیکھا جاتا ہے کہ جائیداد خصوصی ملکیت میں تھی اور باپ اپنی زندگی کے دوران اس کے فائدہ سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ کوئی وقف نہیں تھا اور عوام کو مسجد کے طور پر جائیداد پر کوئی نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں تھی اور نہ ہی عوام کو اس تک رسائی حاصل تھی۔ خود والد کی عمر کے دوران، اپیل کنندہ نے دستاویز کو منسوخ کر دیا تھا۔ ان حالات میں، اس عدالت کی طرف سے مقرر کردہ ضروری امتحانات اس نتیجے پر نہیں پہنچے ہیں کہ مذکورہ بالا جائیدادوں کے سلسلے میں ایک وکف تشکیل دی گئی ہے۔ درج ذیل عدالت عالیان کا نظریہ قانون کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔

اسی کے مطابق اپیلوں کی اجازت ہے۔ مقدمہ بالآخر خارج ہو جاتا ہے۔ تاہم، ان حالات میں، اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

جی۔ این۔

اپیلوں کو منظور کیا جاتا ہیں

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24